۶۔ حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ

مولد: بلخ

تاریخ وفات: یکم شوال ۱۸۷ھ یا ۱۶۱ھ یا ۱۶۲ھ یا ۱۶۶ھ

مدفن: درشام علی الاصح، مدینہ منورہ عندالبعض

حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ، آپ کو بلخ کے بادشاہ نے اپنا متبنیٰ بنایا تھا۔ بادشاہ کے محل میں پرورش پائی۔ انہوں نے پھر اپنا جانشین بنایا، بادشاہ بنے، تو طبیعت نیک تھی، تو اللہ تعالی کی طرف سے، ان کے لئے غیب سے انتظام ہوا۔

مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ اپنے محل میں آرام فرما ہیں، بستر پر لیٹے ہوئے ہیں، بیڈروم (bedroom) میں ہیں، اوپر چھت پر چلنے کی آواز آئی ہے۔ پوچھا بھئی، دیکھو کون ہے؟ کوئی آدمی ہے۔ اس کو لایا گیا۔ ارے بھئی، یہاں محل میں تو کیسے آیا؟ کیوں آیا؟ کہا کہ میرے اونٹ کھوئے گئے۔ اونٹ کھوئے گئے تو اونٹ صحراء میں، جنگل میں تلاش کرتے ہیں۔ یہاں محل میں؟ تو فرمایا کہ اچھا، یہاں اونٹ نہیں ملے گا؟ کہا نہیں، یہاں کہاں ملے گا، صحراء میں ملے گا۔

فرمایا کہ پھر یہ جو تم ہر وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہو کہ اے خدا! مجھے تیرا وصال چاہئے، تیرا قرب چاہئے، تو یہاں تختِ شاہی پر بیٹھ کر خدا کا قرب مل جائے گا؟ اس کے لئے تو دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ فرمایا کہ اسی وقت اپنی بادشاہت اور سلطنت کو ٹھوکر مار کر کے، ترک کر کے نکل پڑے ہیں۔

محل یا مسافر خانہ؟

دوسری ایک روایت یہ ہے کہ تمام پہرہ داروں کو کاٹ کر کے غیبی رجال جو ہوتے ہیں، وہ تو

پہنچ سکتے ہیں، تمام پہرہ دار چاروں طرف محل پر کھڑے ہوئے ہیں اور اچانک کوئی آدمی آپ کے سامنے دربار میں، سب کے بیچ میں آکر نمودار ہوگیا۔ ارے بھئی، تو کیسے یہاں پہنچ گیا؟ کہا کہ نہیں، میں تو جا رہا تھا، مسافر آدمی ہوں، میں نے سوچا کہ مجھے وقت گزارنا ہے، آج کی رات گزارنی ہے، تو مسافر خانہ میں پہنچ گیا۔ تو کہا مسافر خانہ تو فلاں جگہ ہوگا، یہ تو شاہی محل ہے۔

فرمایا اچھا؟ یہ مسافر خانہ نہیں ہے؟ پھر کتنے برس ہوگئے اس محل کو بنے ہوئے؟ کہا کہ اس کو تین سو چار سو برس اس کو ہوگئے ہوں گے۔ کس نے بنایا تھا؟ فلاں نے بنایا تھا۔ وہ یہاں رہے؟ کہا ہاں، اتنی مدت رہے۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ کہتے ہیں اس کے بعد فلاں بادشاہ ہوئے وہ رہے۔ اس کے بعد فلاں بادشاہ بنے وہ رہے۔ کہا اچھا، یہ چار پانچ گزر گئے، تو ان کے بعد پھر آپ کا نمبر آیا، اب آپ ہیں۔ تو یہ محل ہوا یا مسافر خانہ ہوا؟ فوراً متنبہ ہوا۔ اللہ! نکل پڑے۔

بلخ، بخارا، سمرقند کے علاقہ میں تھے، تو بلخ کے بادشاہ یہاں سے نکل کر کے چلے، چلے، اللہ کی قدرت کہ وہاں کوفہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ وہاں آپ کی خدمت میں کافی عرصہ رہے اور پھر یہاں سے آپ بصرہ تشریف لے گئے اور وہاں جا کر حضرت خواجہ فضیل بن عیاض سے آپ نے بیعت کی ہے، ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اور یہاں سے پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اپنے شیخ کی وجہ سے کہ شیخ بھی وہاں مکہ مکرمہ میں تھے۔

بحر و بر پر حکومت

بڑے ان کے عجیب وغریب واقعات ہیں حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے۔ جب یہ بادشاہت ترک کر کے چلے ہیں، تو اب سارا لشکر، حکام، وزراء آپ کے پیچھے، پیچھے تلاش کرتے پھرتے تھے، خوشامدیں کرتے کہ حضرت! آپ کو جس حال میں رہنا ہو، لیکن ہمارے سلطان اور بادشاہ بن کر تو رہئے، ہمارے سر پر آپ کا سایہ تو رہے گا۔ آپ تو ہمیں چھوڑ کر آگئے۔

کہتے ہیں ایک دفعہ وہ سمندر کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی وہ گدڑی سی رہے ہیں۔ تو جو سوئی ہاتھ میں تھی وہ انہوں نے پھینکی سمندر میں اور کہنے لگے میری سوئی! کہتے ہیں، ہزاروں مچھلیاں منہ میں سوئی لے کر نمودار ہوئیں۔ فرمایا کہ وہ تم پر میری حکومت بہتر ہے یا میری یہ حکومت بہتر ہے؟

مکہ مکرمہ میں پہنچے، اپنے شیخ کی وجہ سے وہاں پہنچے گئے۔ وہاں جبلِ ابی قبیس پر ہیں۔ سلفی مذاق اڑاتے ہیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا **ولو رمیٰ بِاَبَا قُبَیس** کی وجہ سے۔ تو جبلِ ابی قبیس پر پہنچے، تو وہاں خدام ساتھ ہیں، اور کسی نے پوچھا بزرگوں کی کرامات کے متعلق۔

ابراہیم بن ادہم نے فرمایا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ یہ جبلِ ابی قبیس کتنا عظیم الشان پہاڑ، اس کو اگر حکم کریں تو وہ چلنا شروع کرے۔ یہ کلمہ منہ سے نکلنا تھا کہ اس میں جنبش شروع ہوگئی اور اس نے چلنا شروع کیا، تو وہ پیر مار کر فرماتے ہیں کہ ارے! میں تو ان کو مثال کے طور پر سمجھا رہا تھا، میں تجھے نہیں کہہ رہا تھا کہ تو نے چلنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحانیت سے ہمیں مستفید فرمائے۔

غیبی ندائیں

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حالات عرض کئے۔ اخیر میں ان کے انتقال کا قصہ باقی رہ گیا تھا۔ جب آپ کا وصال ہوا، تو آسمان سے آواز آئی۔

میں نے اس دن عرض کیا تھا کہ جیسے جیسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہم دور ہوتے جا رہے ہیں، سب چیزیں آہستہ، آہستہ، آہستہ اٹھتی گئیں، کم ہوتی چلی گئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، تو جنت وجہنم گویا ہمارے بالکل سامنے ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں اور روز معجزات دیکھتے تھے۔ فرشتوں کو اترتا ہوا دیکھ رہے ہیں، فرشتوں کو انسانی شکل میں دیکھ رہے

ہیں، کیا مسلم، کیا صحابہ کرام، کیا غیر مسلم، جنگوں میں وہ بھی دیکھ رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے شیطان کو صدقات کی کھجوریں اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کنکریاں ہیں، صحابہ کرام سن رہے ہیں اس کی تسبیح۔ پکا ہوا کھانا سامنے رکھا ہے، اس میں سے سبحان اللہ، سبحان اللہ کی صحابہ کرام تسبیح سن رہے ہیں۔ یہ روزمرہ کی چیزیں ہوتی تھیں۔ ایک معمول ہو گیا تھا۔

ان سب واقعات کے متعلق جو محروم القسمۃ ہوتے ہیں، تو وہ تو کہیں گے کہ یہ ویسے ہی کہانیاں ہیں، اپنی عقیدت کی وجہ سے گھڑ لی گئی ہوں گی، لیکن میں نے جیسا کہ عرض کیا کہ یہ سب چیزیں ہم نے ہمارے بزرگوں سے آنکھوں سے دیکھی۔ اللہ تعالی نے ان کو کتنا نوازا کہ اب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ، شیطان آتا ہے، کھجوریں لے رہا ہے، پھر اس پر اس نے آیۃ الکرسی بتائی تھی۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے آخری دنوں میں خدام حضرت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اچانک فرمایا، یہ، اسی طرف، داہنی طرف، کونہ تھا ادھر۔ حضرت تو اخیر عمر میں اور زیادہ ضعیف ہو گئے تھے، مگر پورے دائیں طرف مڑ گئے حضرت اس طرح۔ فرمایا، مارو اس کو! ایک دفعہ، دو دفعہ، ہم تو کچھ دیکھ نہیں رہے ہیں، تو ہم نے پوچھا حضرت، کس کو ماریں؟ پھر دوسری دفعہ، پھر تیسری دفعہ، مارو اس کو! تو ہم نے تیسری دفعہ سوال پھر دہرایا، کس کو ماریں؟ تب حضرت ہنس پڑے۔ فرمایا ابلیس آیا ہوا تھا۔ تو خدام کا ذہن کام نہیں کر رہا ہے کہ یہ حضرت کا آخری وقت شروع ہو گیا ہے۔

اور انہی دنوں میں حضرت کو استنجے، پیشاب کا تقاضا ہوا، پیشاب دانی ہوتی تھی، تو وہ مولانا نجیب اللہ صاحب کے ہاتھ میں ہے، ابھی حضرت کو دینے جا رہے ہیں، اتنے میں زور کی، زبردست آواز آسمان سے سنی، تو میں حضرت کی اس خدمت کو چھوڑ کر بھاگ کر باہر نکلا، اور دروازہ پر پہنچا اور دروازہ کھول کر دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی؟ بعد میں فارغ ہوئے، تو مولانا

نجیب اللہ کہنے لگے کہ یہ کیا آواز تھی؟ میں نے کہا کہ کوئی نہیں تھا، اُدھر تو سناٹا ہے، کچھ نہیں۔ مگر آواز ضرور تھی۔

پھر یہ تو ہم خدام تک یہ محدود تھی۔ اوپر مستورات کو اس قصہ کا کچھ پتہ نہیں۔ اماں جان وغیرہ اوپر تھیں، تو انہوں نے کسی اور وقت میں اسی طرح کی زبردست آواز انہوں نے بھی سنی۔

امام الارض قد مات

یہ میں نے عرض کیا تھا کہ جو چیزیں اس طرح کی تھیں اب کم ہوگئیں، تو اسی طرح یہ ندا آتی تھی آسمان سے، براہِ راست انسان سنتے تھے۔ میں نے جو واقعات ہمارے بزرگوں کے سنائے کہ وہ قائم اللیل، صائم الدہر، قائم اللیل، صائم الدہر، کہ ساری زندگی کے روزے، کبھی رات کو سونا نہیں، جیسے ان چیزوں میں اشتراک تھا، تو اس چیز میں بھی اشتراک ہے کہ ان کے لئے بھی آوازیں، ہر ایک کے لئے ندا آئی۔ کسی کے لئے آئی ہے کہ خواجہ مرغشی کے پاس جا کر بیعت ہو جاؤ۔ اور سب بزرگوں کے قصے میں آتی رہی۔ یہ آوازوں کے قصے بھی بہت سارے ہیں۔

ان کے لئے، ابراہیم بن ادہم کا جب انتقال ہوا ہے، تو آسمان سے آواز آئی **امام الارض قد مات**، جس طرح انڈیا میں آپ نے سنا ہوگا میت کے انتقال کی آواز دیتا ہے، ہر اسٹریٹ میں جا کر کہتا ہے، فلاں مرگیا۔ اب یہاں آسمان سے اس ندا کا نبی کا انتظام ہوا۔ بعض روایات میں ہے کہ **امام الارض** یا **امان الارض قد مات**۔ کسی نے امام کو امان سنا ہوگا یا وہ آواز لگانے والا الگ الگ الفاظ میں دہراتا جاتا ہوگا کہ اس روئے زمین کا امام آج چل بسا۔

میں نے اس پر عرض کیا تھا کہ ابھی آوازیں تو موقوف ہوگئیں، خواب تو کم از کم رہ گئے ہیں۔ یہاں وہ حاجی فقظی ہیں، بولٹن کے ابوبکر حاجی فقظی۔ تو انہوں نے ایک خواب لکھ کر دیا، تو میں نے پڑھ کر کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا ذکر ہے، اس پر میں نے کہا کہ کسی متبع سنت بزرگ کے انتقال کی خبر ہے۔

انہوں نے مجلس میں وہ پرچہ دیا تھا اور دوسرے دن صبح اطلاع آئی ہندوستان سے کہ ہمارے ترمذی کے استاذ مفتی مظفر حسین صاحب کا انتقال ہوگیا۔ آوازیں بھی اس طرح سنی جاتی تھیں، ملائکہ صحابہ کرام دیکھتے تھے۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے خدام نے ملک الموت سے گفتگو کرتے ہوئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو سنا۔ ہمارے اکابر، اللہ تعالی نے ان کو کتنا عروج عطا فرمایا تھا، کیا مرتبہ تھا ان کا۔